معیار ہدایت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

فاروق الرحمن یزدانی
نائب مدیر ترجمان الحدیث

بشریت مصطفی ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک اللہ تعالی نے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو انسان کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے مبعوث فرمایا۔ چونکہ دنیا میں رہنے والے بشر، انسان تھے اس لئے اللہ تعالی نے نبوت و رسالت کا منصب بھی بشر کو ہی عطا فرمایا، ارشاد باری تعالی ہے:

وما منع الناس ان یومنوا اذ جاء ھم الھدی الا ان قالوا ابعث اللہ بشرا رسولا۔ قل لو کان فی الارض ملئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیھم من السماء ملکا رسولا (بنی اسرائیل:۹۵-۹۴)

رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانے کی بجائے مشرکین مکہ نے جب یہ اعتراض کر دیا کہ آپ تو ایک بشر انسان ہیں تو اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اس سے پہلے بھی لوگوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو صرف اس لئے جھٹلا دیا تھا کہ وہ کہتے تھے اللہ تعالی نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا اے میرے پیغمبر حضرت محمد ﷺ آپ ان لوگوں کو جواب دیں کہ اگر زمین میں بسنے والے فرشتے ہوتے تو اللہ تعالی آسمان سے کسی فرشتہ کو رسول بنا کر بھیج دیتا لیکن چونکہ زمین میں رہنے والے انسان تھے اس لئے اللہ تعالی نے رسول بھی بشر ہی مبعوث فرمایا۔ قرآن کریم میں کئی انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق اللہ تعالی نے ان کی قوموں کا اعتراض اور اس کا جواب بیان فرمایا ہے کہ ہر پیغمبر و رسول بشر ہی تھا خود ھادی کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق بھی اللہ تعالی نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آپ کی بشریت کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے جس کی تفصیل یہاں بیان کرنا مقصود نہیں کیونکہ ان سطور میں ان لوگوں کی راہنمائی کیلئے جو اہل سنت والجماعت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عقیدے کو بیان کرنا مقصود ہے کہ اگر آپ واقعی اہل سنت والجماعت ہیں تو رسول اللہ ﷺ کی جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ اپنانا چاہئے اور پھر اس لئے بھی کہ قرآن کریم کی ابدی صداقتوں میں اللہ تعالی نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان وعمل کو ہی معیار ہدایت قرار دیا ہے۔ جیسا کہ گزشتہ سطور میں بالتفصیل بیان ہو چکا ہے۔ اس لئے اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضور سرور کائنات ﷺ کی بشریت کے متعلق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ کیا تھا۔ لیکن یہاں یہ بات یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ جنس کے اعتبار سے بشر، انسان تھے البتہ عظمت، شان اور مقام کے لحاظ سے تمام انسانوں سے افضل و برتر تھے جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اور خود رسول اللہ ﷺ نے متعدد مواقع پر اپنی بشریت کا

حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی ضروریات کیلئے اللہ تعالیٰ کو پکارا تو نہ صرف یہ کہ اللہ وحدہ لا شریک نے ان کے سوال کو پورا کر دیا بلکہ ان کے سوال سے زیادہ ان کو عطا فرمایا اور یہ بات بھی قرآن کریم کی آیات بینات سے اظہر من الشمس ہے کسی نبی و رسول نے بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہوئے کسی بھی دوسرے نبی و رسول کو وسیلہ نہیں بنایا

اعلان فرمایا۔ اور یہی عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا کہ رسول اللہ ﷺ بشر انسان تھے چنانچہ ام المومنین صدیقہ کائنات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرتبہ یہ سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کام کاج کرتے ہیں تو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں ارشاد فرمایا:

کان بشرا من البشر یفلی ثوبہ ویحلب شاتہ ویخدم نفسہ (شمائل ترمذی ص ۲۳، باب ما جاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ)

آپ ﷺ ایک انسان تھے آپ اپنے کپڑے خود صاف کرتے اپنی بکری کا دودھ خود دھوتے اور اپنا کام خود کرلیا کرتے تھے۔

اس روایت سے یہ واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ عقیدہ تھا کہ آپ ﷺ بشر ہیں نہ صرف کہ ان کا ہی عقیدہ تھا بلکہ وہ اس عقیدہ کی تبلیغ بھی کرتی ہیں جیسا کہ مذکورہ روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ فوت نہیں ہوئے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جن کے متعلق زبان نبوت سے فرمان جاری ہوا کہ یہ میرے چچا بھی ہیں اور باپ بھی۔ نے اپنے عقیدے کا اظہار یوں فرمایا کہ: لوگو رسول اللہ ﷺ بھی دوسرے انسانوں کی طرح بشر ہیں جس طرح دوسرے انسانوں کو موت آتی ہے۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کو بھی موت آئی ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں:

فقام العباس فقال ان رسول اللہ ﷺ قد مات وانہ بشر وانہ یاسن کما یاسن البشر ای قوم فادفنوا صاحبکم فانہ اکرم علی اللہ ......الخ (دارمی ص ۳۹، باب فی وفاۃ النبی ﷺ)

اس روایت سے صحابی رسول ﷺ سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ واضح ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو بشر سمجھتے تھے اس لئے جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بشر نہیں تھے ان کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے کیونکہ ہدایت کیلئے معیار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اگر ہمارا عقیدہ بھی ان کے عقیدے جیسا ہوگا تو ہم ہدایت یافتہ ہیں ورنہ نہیں۔

وسیلہ اور صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہم اجمعین

اللہ تعالیٰ نے انسان کے متعلق ارشاد فرمایا کہ تم سارے کے سارے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو:

یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید (فاطر:۱۵)

اور پھر اس انسان کو یقین دلایا کہ تمہیں جب بھی کوئی ضرورت پیش آئے تو مجھ سے سوال کرو میں تمہاری ضروریات کو پورا کردونگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین (المومن:۲۰)

قرآن وحدیث میں ایسی بیسیوں مثالیں موجود ہیں کہ کائنات کی سب سے مقدس ترین ہستیوں حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی ضروریات کیلئے اللہ تعالیٰ کو پکارا تو نہ صرف یہ کہ اللہ وحدہ لاشریک نے ان کے سوال کو پورا کردیا بلکہ ان کے سوال سے زیادہ ان کو عطا فرمایا اور یہ بات بھی قرآن کریم کی آیات بینات سے اظہر من الشمس ہے کسی نبی ورسول نے بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہوئے کسی بھی دوسرے نبی ورسول کو وسیلہ نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لوگوں کو اسی بات کا حکم ارشاد فرمایا کہ جب بھی تمہیں کوئی ضرورت پڑے جس وقت بھی تم مجھے پکارو گے میں تمہاری پکار کو قبول کرلونگا اس کیلئے تمہیں کسی وسیلے اور واسطے کی ضرورت نہیں ہے۔

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی والیومنو بی لعلھم یرشدون (البقرہ:۱۸۶)

لیکن بعض لوگ کسی فوت شدہ یا غائب

> **جو مسائل بیان کر دئیے گئے ہیں اسی کا نام دین اسلام ہے۔ اور جو مسائل دین اسلام کا حصہ ہیں انہیں بیان فرما دیا گیا ہے۔ اب اگر کوئی شخص نیا مسئلہ بیان کریگا تو اسے دین اسلام کا مسئلہ نہیں کہا جا سکتا۔ پھر اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے یا اس کا گمان اور خیال کرتا ہے تو اس کا معنی ہے کہ وہ اس آیت مبارکہ کی صداقت پر ایمان نہیں رکھتا کیونکہ اگر وہ دین اسلام کو مکمل سمجھتا ہوتا تو یہ کبھی نہ سوچتا کہ فلاں مسئلہ قرآن و حدیث میں نہیں ہے**

بزرگ یا نبی، ولی کو اپنی دعاؤں میں وسیلہ بنانا نہ صرف کہ جائز سمجھتے ہیں بلکہ بعض اوقات ضروری قرار دیتے ہیں حالانکہ قرآن و حدیث میں اس کی قطعاً گنجائش نہیں ہے البتہ آدمی کسی زندہ آدمی سے اپنے لئے دعا کرواسکتا ہے یا اپنی کسی نیکی کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر کے کوئی سوال کرسکتا ہے۔ ذیل کی سطور میں ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس عقیدے کو بیان کرتے ہیں کہ وہ کسی فوت شدہ سے نہ تو مانگتے تھے اور نہ ہی اپنی دعاؤں میں ان کو وسیلہ بناتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قحط پڑ گیا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچا سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیکر مدینہ سے باہر گئے اور ان سے بارش کیلئے دعا کروائی اور خود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے جب ہمیں بارش کی ضرورت ہوتی تھی تو ہم تیرے نبی حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ بنالیتے تھے یعنی ان سے دعا کروالیتے تھے اب تیرے پیغمبر ﷺ کے چچا کو لیکر آئے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا ﷺ فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقانا قال فیسقون (بخاری، ۱۳۷/۱ ابواب الاستسقا)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر فاروق سمیت تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ عقیدہ تھا کہ کسی فوت شدہ کو وسیلہ بنانا جائز نہیں ورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیکر جانے کی بجائے رسول اللہ ﷺ سے دعا کراتے۔ اس لئے جو لوگ کسی فوت شدہ کو وسیلہ بنانا درست سمجھتے ہیں انہیں اپنی اصلاح کرنی چاہئے کیونکہ ایسے عقیدے کا ہدایت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے کہ جن پاکباز ہستیوں کو اللہ تعالیٰ نے معیار ہدایت بیان فرمایا ہے وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسا عقیدہ نہیں رکھتے تھے۔

تکمیل دین اور صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہم اجمعین

اللہ تعالیٰ نے انسان کی رشد و ہدایت کیلئے انبیاء و رسل علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ان پر وحی کا سلسلہ جاری فرمایا جس کا نام دین اسلام رکھا۔ اور یہی دین اللہ تعالیٰ کو محبوب و پسند ہے۔ امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ کی ذات اقدس پر اللہ تعالیٰ نے اس دین کی تکمیل کا اعلان فرما کر آئندہ کیلئے یہ سلسلہ بند کردیا:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا...... الخ (المائدہ ۳:)

جس کا واضح مطلب و مفہوم یہ تھا کہ قرآن و حدیث میں جو مسائل بیان کر دیئے گئے ہیں اسی کا نام دین اسلام ہے۔ اور جو مسائل دین اسلام کا حصہ ہیں انہیں بیان فرما دیا گیا ہے۔ اب اگر کوئی شخص نیا مسئلہ بیان کریگا تو اسے دین اسلام کا مسئلہ نہیں کہا جاسکتا۔ پھر اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے یا اس کا گمان اور خیال کرتا ہے تو اس کا معنی ہے کہ وہ اس آیت مبارکہ کی صداقت پر ایمان نہیں رکھتا کیونکہ اگر وہ دین اسلام کو مکمل سمجھتا ہوتا تو یہ کبھی نہ سوچتا کہ فلاں مسئلہ قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔

اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ عقیدہ تھا کہ اب ہمیں کسی نئے مسئلے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اگر انسانی زندگی کی ضرورت کی کوئی بات بیان کرنا باقی ہوتی تو اللہ تعالیٰ دین اسلام کی تکمیل کا اعلان نہ فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی زندگی کی آخری بیماری میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ لاؤ میں تمہیں کتاب لکھ دوں تم میرے بعد گمراہ نہیں ہوگے تو مراد پیغمبر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا **حسبنا کتاب اللہ** کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی کافی ہے کیونکہ کتاب اللہ قرآن مجید میں دین اسلام کی تکمیل بیان کر دی گئی ہے۔ چنانچہ تکلیف کی شدت سے جب افاقہ ہوا تو بھی آپ ﷺ نے کچھ مزید لکھوانے کی ضرورت محسوس نہ فرمائی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خیال ہی کی تصویب ہوگئی کہ حسبنا کتاب اللہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لما حضر رسول اللہ ﷺ وفی البیت رجال فقال النبی ﷺ ھلموا اکتب لکم کتابا لاتضلوا بعدہ قال بعضھم ان رسول اللہ ﷺ قد غلبہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ ......الخ (بخاری، ۶۳۸/۲، کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ ، مسلم ۴۳/۲، کتاب الوصیۃ)

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم قرآن و حدیث کے بعد کسی

دوسری کتاب کی ضرورت نہ سمجھتے تھے کیونکہ جو کچھ قران وحدیث میں ہے اسے ہی اللہ تعالیٰ نے مکمل دین فرمایا ہے اور یہی عقیدہ ہدایت کیلئے معیار ہے جو لوگ قرآن وحدیث کے بعد کسی خطیب کے خطبے، واعظ کے وعظ مفتی کے فتوے، فقیہ کی فقاہت اور مجتہد کے اجتہاد کو دین میں حجت نہیں سمجھیں گے وہی ہدایت یافتہ ہیں اور جو لوگ قرآن و حدیث کے علاوہ کسی اور کتاب، قول یا فتویٰ کو دین سمجھنے یا اس پر عمل کرنے کو ضروری سمجھیں گے وہ ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کا عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عقیدے کے خلاف ہے اور ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عقیدے وایمان کو معیار مقرر فرمایا ہے:

فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا

حجیت حدیث اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

اللہ تعالیٰ نے جس دین اسلام کی تکمیل فرمائی اور اسے لوگوں کیلئے بطور دین پسند فرمایا اس کی اساس و بنیاد دو چیزوں پر ہے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اور ایک ختم الرسل حضرت محمد ﷺ کے فرامین۔ احادیث مبارکہ کیونکہ جس طرح قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے اسی طرح حدیث شریف بھی وحی الٰہی ہے۔ اس لئے جیسے قرآن مجید حجت (دلیل) ہے بعینہ حدیث مبارکہ بھی دین میں حجت اور دلیل ہے۔ ارشاد گرامی ہے: **ما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم فانتهوا (الحشر:۷)**

تمہیں جو کچھ بھی رسول گرامی ﷺ دے دیں لے لو، اور جس سے منع کریں رک جاؤ۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کو فرض قرار دیکر اس مسئلہ کی وضاحت فرمادی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی:

الا انی اوتیت القرآن ومثله معه (مشکوٰۃ ۲۹/۱)

مجھے قرآن مجید دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس کے مثل اور چیز بھی عطا کی گئی۔ مزید ارشاد ہوتا ہے:

تركت فيكم امرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنة رسوله (مشکوٰۃ ۳۱/۱)

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان پر عمل کرو گے ہرگز گمراہ نہیں ہوگے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور دوسری اس کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔

اس طرح فرما کر حدیث شریف کے حجت ہونے کی وضاحت فرما دی گئی۔ لیکن بعض لوگوں نے دین اسلام کو مٹانے اور نامکمل ثابت کرنے کیلئے حدیث شریف کے حجت ہونے کا انکار کر دیا کسی نے خبر واحد کہہ کر چھوڑا اور کسی نے ظنی ہونے کا سہارا تراشا، حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی وہ عظیم ہستیاں جن کو اللہ تعالیٰ نے معیار ہدایت قرار دیا ہے حدیث کو حجت مانتے تھے۔ فقیہ امت محمدیہ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان اعرابيا جاء الى رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله دلنى على عمل اذا عملته دخلت الجنة قال تعبدالله لا تشرك به شيا وتقيم الصلوٰة المكتوبة وتودى الزكوٰة المفروضة وتصوم رمضان قال والذى نفسى بيده لا ازيد على هذا شيئا ابدا ولا انقص منه فلما ولى قال النبى ﷺ من سره ان ينظر الى رجل من اهل الجنة فلينظر الى هذا (مسلم ۳۱/۱، كتاب الايمان ، باب السوال عن اركان اسلام)

ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ مجھے ایسے عمل کی نشاندہی کریں جسے کر کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اس کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ فرضی نماز قائم کرنا، فرض زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا وہ شخص کہنے لگا مجھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ

> صحابه کرام رضوان الله علیهم قرآن و حدیث کے بعد کسی دوسری کتاب کی ضرورت نه سمجھتے تھے کیونکه جو کچھ قران و حدیث میں ھے اسے ھی الله تعالیٰ نے مکمل دین فرمایا ھے اور یھی عقیده هدایت کیلئے معیار ھے جو لوگ قرآن و حدیث کے بعد کسی خطیب کے خطبے، واعظ کے وعظ مفتی کے فتوے، فقیه کی فقاهت اور مجتهد کے اجتهاد کو دین میں حجت نهیں سمجھیں گے وهی هدایت یافته هیں اور جو لوگ قرآن و حدیث کے علاوه کسی اور کتاب ، قو ل یا فتویٰ کو دین سمجھنے یا اس پر عمل کرنے کو ضروری سمجھیں گے وه هدایت یافته نهیں هو سکتے

کی قسم میں اس سے کچھ بھی اور کبھی بھی نہ کم کرونگا نہ زیادہ جب وہ شخص واپس پلٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ کسی جنتی آدمی کو دیکھے تو وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔

قارئین کرام! اس حدیث مبارکہ سے کس قدر واضح ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے ارکان اسلام کی پابندی کے متعلق سن کر فورا اسے قبول کیا کسی قسم کی چوں چرا، سوچ بچار نہیں کی اور نہ ہی کوئی شرط قائم کی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کے جنتی ہونے کا اعلان فرمایا: جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ حدیث نبوی ﷺ کو حجت مانتے تھے اگر صحابی رسول اللہ ﷺ حدیث کو حجت نہ سمجھتے ہوتے تو وہ کبھی اتنی جلدی اس بات کا اظہار نہ کرتے کہ اللہ کے رسول ﷺ جو آپ نے فرمادیا ہے اس میں کمی یا زیادتی نہیں کرونگا۔

اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم رسول اللہ کی حدیث مبارکہ کو حجت سمجھیں تبھی ہم ہدایت یافتہ ہونگے کیونکہ ہدایت کا معیار پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اور جو لوگ حدیث کو حجت نہیں مانتے یا اسے غیر مشروط قبول نہیں کرتے ۔ انہیں اپنی اصلاح کرنی چاہئے تاکہ وہ بھی ہدایت حاصل کرکے آخرت میں جنت کی صورت میں کامیابی کے حقدار بن جائیں۔

اطاعت رسول ﷺ اور صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہم اجمعین

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی و رسول ﷺ کو پیشوا، مقتدا اور مطاع بنا کر مبعوث فرمایا اور ہر نبی کی امت کو ذمہ داری سونپی کہ وہ اپنے نبی ﷺ کے ہر ہر قول وفعل (حدیث و سنت) کی اتباع و پیروی کریں. ارشاد خداوندی ہے:

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله (النساء:٦٤)

اور پیغمبر ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری پر ہی ایمان کا دارومدار بیان فرمایا:

قل اطیعوا الله والرسول فان تولوا فان الله لا یحب الکفرین (آل عمران:٣٢)

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کی وہ روایت قائم کی کہ کائنات جس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب بھی رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے کوئی حکم سنتے یا آپ کو عمل کرتے ہوئے دیکھتے تو فوراً اس پر عمل پیرا ہوجاتے کسی قسم کی حیل و حجت نہیں کرتے تھے نہ اس میں اپنی عقل کو دخل دیتے اور نہ ہی کسی دوسرے کی رائے کو کوئی حیثیت ۔ ان کیلئے بس رسول اللہ ﷺ کا قول وفعل ہی حرف آخر ہوتا۔

جس کا مشاہدہ اس حدیث مبارکہ سے کیا جا سکتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بینما رسول الله ﷺ یصلی باصحابه اذ خلع نعلیه فوضعهما عن یساره فلما رای القوم ذالک القوا نعالهم فلما قضی رسول الله ﷺ صلوته قال ما حملکم علی القائکم نعالکم قالوا راینا ک القیت نعلیک فالقینا نعالنا فقال رسول الله ﷺ ان جبرائیل علیه السلام اتانی فاخبرنی ان فیها قذرا ......الخ (ابو دائود ١/٩٥، باب الصلوٰة فی النعل، کتاب الصلوٰة)

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ ﷺ نے دوران نماز اپنا جوتا اتار کر اپنی بائیں جانب رکھ لیا جب لوگوں نے یہ دیکھا تو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنے جوتے کیوں اتارے ہیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ آپ نے جو اپنا جوتا اتار دیا تو ہم نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے ۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس تو جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ جوتے کو گندگی لگی ہوئی ہے تو میں نے اس وجہ سے جوتا اتار دیا تھا۔

خواندگان محترم:

غور کیجئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب یہ دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں اپنا جوتا اتار دیا ہے تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے یہ نہیں سوچا کہ نماز کے بعد آپ ﷺ سے معلوم کریں گے وجہ کیا تھی؟ ہمیں ایسا کرنا چاہئے یا نہیں؟ بلکہ فوراً اس پر عمل کیا اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے دوسرے لوگوں کی ہدایت کیلئے یہ شرط رکھ دی کہ تمہیں بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسا ایمان پیش کرنا ہوگا۔ ورنہ تم ہدایت یافتہ نہیں ہوسکتے۔

اس لئے ہمیں چاہئے کہ جب بھی ہمیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی صحیح حدیث مل جائے تو ہم اس پر فوراً عمل کریں کسی کے قول، فتویٰ یا درائیت کا سہارا لیکر رسول اللہ ﷺ کی پیاری حدیث یا سنت کو نہ ٹھکرا دیں کیونکہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے معیار ہدایت مقرر کیا ہے ان کا طرز عمل یہ نہ تھا

(جاری ہے)